OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Scicnces, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
Jan-June-2023
***Vol:* 4, *Issue:* 1**
journalrushd@gmail.com**Email:**
OJS: https://rushdjournal.com/index

Dr.Humaira Khalil[1]

Dr.Makhdoom Muhammad Roshan Siddiqui[2]

Dr.Hariz Muhammad Khalid Shafi[3]

خطباتِ نبویہ ﷺ کے مناہج واسالیب کا جائزہ

A Review of the Methods and Styles of the Prophet's Sermons

Abstract

Preaching and sermons have always been such a perfect attribute of the Prophets, through which the servants of God are reformed and guided. There are many methods and styles of preaching and “sermons” are one of them, through which the preacher uses his beliefs, emotions, feelings and ideas to convey the thoughts and apologetic conscience to others. Undoubtedly, the power of speech and expression is a great blessing that Allah Almighty bestows on His prophets, because delivery of a sermon is not just an art, but it holds a place of high level of worship in the religion of Islam. All the qualities such as eloquence, charming and good style of speech were the part of the character of the

1 Assistant Professor, The University of Faisalabad
2 Associate Professor, GC University Hyderabad
3 Assistant Professor, IBA University Sukkur

Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) as an orator. Eloquence is one of the special qualities of man, thanks to which he wins the hearts of the audience by revealing his past conscience in a good manner and awakens their dormant powers and creates a great revolution in the world. The style of the Prophet's (PBUH) sermons also created such a revolution in the history of Islam, which has no precedent in the world of speech styles. The Prophets are such famous and great personalities in the history of Islam who used speech and oration as a means to convey the orders and teachings given by Allah SubhanahuwaTa'ala to the people. The sermons of the Prophet ﷺ and his ways and methods are practical examples and legal precedents for the entire Muslim Ummah. An excellent speaker is the one whose speech is organized. This arrangement creates verbal beauty, which has a good effect on the reader and listener. His (PBUH) sermons also contain these methods and ways.

Keywords: Sermons, Review, Methods, Style, preaching

دین اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اس کا پیغام عالم آفاق وانفس کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ تبلیغ دین کے لیے ایسی اولوالعزم شخصیات کو پیدا فرماتے رہے ہیں جنہوں نے ان صلاحیتوں اور اس کے عطا کردہ ملکۂ خطابت سے بھرپور استفادہ کیا اور پرزور انداز میں دعوتِ دین کرتے ہوئے عوام الناس کے قلوب واذہان کو کتاب وسنت کے نور سے منور کیا۔ اللہ تعالیٰ کی انبیاء کو عطا کردہ بے شمار نعمتوں اور صلاحیتوں میں سے ایک خاص صلاحیت خطبہ ہے جس کے ذریعے سے دعوت و تبلیغ جیسا مقدس فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی پیغمبرانہ خصوصیات میں سے ایک اہم ونمایاں خصوصیت آپ ﷺ کا امام الانبیاء اور خاتم المرسلین ہونا تاریخ اسلام میں خطابت تبلیغ کا بنیادی ذریعہ رہا ہے۔ انبیاء کرام کی سیرت کا گہرا مطالعہ کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فن خطابت نبوت کے لوازمات میں

شامل رہی ہے۔ اور یہ اس وقت کا بھی تقاضا تھا کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ جس عہد اور س قوم میں معبوث ہوئے، اس کی خصوصیت ہی خطابت میں فصاحت و بلاغت تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خطابت کا فن تمام خصائص، لوازمات اور پوری جامعیت و کمال کے ساتھ عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہی کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری عطا فرمائی اور فرمایا کہ اپنی قوم کو ہمارا پیغام پہنچا دو اور ملک مصر میں جا کر وہاں کے مغرور بادشاہ کو ہمارے احکامات سناؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت کے فرائض ادا کرنے کے لیے خطابت و تقریر کی صلاحیت تو پاتے تھے لیکن ان کو اپنی تتلاہٹ کا احساس تھا۔ اس لیے انہوں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی جو قرآن کریم میں یوں درج ہے:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي﴾[1]

"پروردگار، میرا سینہ کھول دے، میرے لیے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کو سلجھا دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی اور ان کی یہ کمزوری دور ہو گئی اور ارشاد ہوا:

﴿قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَى﴾[2]

"اے موسیٰ! تیری درخواست منظور ہوئی۔"

لغت میں نہج اور منہج واضح راستے کو کہتے ہیں۔ محقق دورانِ تحقیق کسی بھی علمی و ادبی بحث کے لیے جو طریقہ کار اختیار کرتا ہے اسے منہج کہتے ہیں اس کا مفرد منہج ہے۔ یہ وہ علمی و تحقیقی راستہ ہے جس پر چل کر ایک محقق اپنے علمی و تحقیقی نتائج کو حاصل کرتا ہے۔

"طَرِيْقٌ نَهْجٌ، وطُرُقٌ نَهْجَةٌ، ونَهَجَ الأمْرُ وأنْهَجَ: وَضَحَ، ومَنْهَجُ الطَّرِيْقِ: واضِحُه. والنَّهْجَةُ: رَبْوٌ يَعْلُو الإنسان والدابَّة"[3]

1 طٰه: 25۔ 28

Surah Ta'Ha 20:25-28

2 طٰه: 36

Surah Ta'Ha 20:36

3 اسماعيل بن عباد، أبو القاسم، المحيط في اللغة (بيروت: دار الكتب العلمية، 1414 ھ)، 2: 109.

"نہج جو واضح ہو، منہج الطریق، واضح راستہ، نہجہ ایسی بلندی جس پر کوئی انسان یا چوپایہ چڑھے اور واضح نظر آئے۔"

"منہج سے مراد معلومات کے استعمال کا وہ طریقہ کار ہے جو کسی فکر کی تشکیل اور حکم لگانے کے لیے دوسروں کی تقلید کے بغیر حاصل کیا گیا ہو اس کا ہدف اور غرض وغایت قاری کو قائل کرنا اور اس پر اثر انداز ہونا ہے۔"[1]

اسلوب مافی الضمیر کے مخصوص اظہار بیان و انداز کا نام ہے اور یہ اسلوب کئی طرح سے موضوع کے اظہار کے طریق کار کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اسلوب افکار و جذبات کے اظہار و ابلاغ کے پیرائے کا نام ہے اس کو انگریزی میں (STYLE) اردو میں "اسلوب" عربی و فارسی میں "سبک" کہتے ہیں۔ لفظ اسلوب عربی لفظ اُسلوب (ا،س،ل،و،ب) مذکر واحد سے مشتق ہے جسکی جمع اسالیب (ا،س،ا،ل،ی،ب) مذکر ہے۔ اردو میں کچھ لوگ اُسلوب کے بجائے الف کے اوپر پیش کی جگہ اَسلوب یعنی الف پر زبر کی آواز سے کے ساتھ تلفظ ادا کرتے ہیں جب کہ لغت کی رو سے اسے غلط تصور کیا جاتا ہے۔ لغات میں الف کے اوپر زبر کی جگہ پیش کی آواز کو ہی تسلیم کیا گیا ہے۔

"اسلوب سے مراد کسی لکھنے والے کی وہ انفرادی طرزِ نگارش ہے جس کی بناء پر وہ دوسرے لکھنے والوں سے ممیز ہو جاتا ہے اس انفرادیت میں بہت سے عناصر شامل ہوتے ہیں۔"[2]

"اسلوب موضوع کے اظہار کا طریق کار ہے۔"[3]

درجہ بالا تعریفات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلوب کو زبان و بیان، طرزِ بیان، اندازِ نگارش کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ اسلوب سے مراد وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے ایک خطیب و داعی اپنی بات دوسروں تک پہنچا

Ismaeel bin Ibad, Abu-al-Qasim, Al-Muhait fi-ul-Lugah, Beirut, Darul Kutub Al-Ulamiya, 1414, V2, pp 109

1 ڈاکٹر خالد داد ملک، تحقیق و تدوین کا طریقہ کار (لاہور: اورینٹل بکس، س ن)، ص: 13
Dr. Khalid dad Mulk, Tahqaq-u- tadveen ka tareekah kar, Oriental books, Lahore, SN, pp13

2 سید عابد علی عابد، اسلوب (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2011ء)، ص: 42
Syed Abid Ali Abid, Asloob, Sang-e-Meel Publication, Lahore, 2011, pp42

3 طارق سعید، اسلوب اور اسلوبیات (ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، 1996ء)، ص: 171
Tariq Saeed, Asloob our Asloobiyat, Educational Publishing House, 1996, pp171

سکتا ہے اور یہ اسلوب قرآنی، دعوتی، تبلیغی، تربیتی، ناصحانہ، استفہامی، تمثیلی، جذباتی اور علمی وادبی بھی ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ کلماتِ جامع کے ساتھ معبوث ہوئے تھے اسی لیے آپ ﷺ کے خطبات میں یہ منہج واضح دکھائی دیتا ہے۔ چھوٹے سے فقرے میں بڑے بڑے مطالب کا ادا کرنا یہ آپ ﷺ کا ہی اسلوب و معجزہ ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ کے اکثر خطبات نہایت مختصر ہیں کبھی کبھی ضرورت کے مطابق آپ ﷺ نے لمبے اور طویل خطبات بھی ارشاد فرمائے۔ مگر ان سب خطبات میں آپ ﷺ کا عمدہ اسلوب بیان واظہار ہر جگہ صاف صاف دکھائی دیتا ہے۔[1]

افصح العرب ﷺ کی فصاحت وبلاغت اور اسلوب خطیبانہ کا حسن انداز وبیان تاریخ خطابت میں اپنی مثال آپ ہے جس کا مقصد ہمیشہ سے اصلاح انسانی اور تبلیغِ رسالت رہا ہے خطابتِ نبویہ ﷺ کے مناہج واسالیب ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔

حمد و ثناء سے ابتداء

رسول کریم ﷺ خطبہ کا آغاز بہترین انداز میں اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف اور حمد ثناء کے بیان سے کرتے۔ آپ ﷺ کے خطبات کا ایک اسلوب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثناء اور طلب استعانت ہے۔ ہر وہ کام جو اللہ کی حمد وثناء سے شروع کیا جائے وہ باعث برکت ورحمت ہوتا ہے بطور مثال ذیل کے کلمات پڑھے اور دیکھے جائیں:

((الْحَمْدُ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مِنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ))[2]

"سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں ہم اسی سے مدد مانگتے اور اسی سے مغفرت چاہتے ہیں ہم اپنے نفس کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔"

---

1 محمد ادریس طوری، خطبات نبوی ﷺ (لاہور: ادبستان، 1982ء)، ص 11
Muhammad Adrees Touri, Khutbat-e-Nabwi, Adabistan, Lahore, 1982, pp11

2 أبو داود، سنن أبي داود، كتاب تفرح أبواب الجمعة، باب الرجل يخطب على قوس، رقم الحديث: 1097.
Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab Tafarah al-Juma'ah, Baab Al-Arjaal Yakhtab Ali Qaws, Rakam-ul-Hadith:1097

قرآن مجید میں بھی اس بات کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا گیا ہے:

﴿مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾[1]

"جسے اللہ راہ دکھائے تو وہ ہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں رہے"

خطبے کے آغاز میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کا رواج پہلے نہیں تھا آپ ﷺ نے اس اسلوب کا آغاز فرمایا جسے نہ صرف صحابہ کرام بلکہ بعد میں آنے والے خطباء نے بھی اپنایا۔

قرآن سے استدلال

قرآن مجید وہ کلام الٰہی ہے جو سرمایہ بصیرت اور رہبر کامل ہے جو تمام بنی نوع انسان کی زندگی اس سے مربوط ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام بذریعہ وحی اتارا گیا اسی لیے یہ انتہائی قابل عظمت اور مقدس و مرکزی کتاب ہے جو سابقہ الہامی کتب کے بعد آسمانی کتابوں میں سے سب سے آخری کلام ہے۔ قرآن کی فصاحت وبلاغت، حسن کلام، ادبی پہلوؤں، فنی محاسن، جمالیاتِ قرآن، روانی اور اعجازِ بیان اور حفاظت کے حوالے سے ممتاز ترین کلام ہے۔ خطبات نبویہ ﷺ پر قرآن مجید کے گہرے اثرات تھے نبی کریم ﷺ اپنے اکثر خطبات میں قرآنی آیاتِ کریمہ کا استعمال فرماتے تھے خطبات نبویہ ﷺ کے مناہج میں سے ایک اہم و ممتاز اسلوب قرآنی آیات سے استدلال کا بھی ہے۔

آپ ﷺ کا خطبہ دینے کا اسلوب ہے جس میں آپ قرآنی آیات کو استعمال فرماتے جس سے خطبہ مزید پر تاثیر ہو جاتا تھا حتی کہ بعض خطبات تو مکمل قرآن کریم کی کسی سورۃ پر مشتمل ہوتے تھے۔

حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"مَا حَفِظْتُ ق، إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ"(2)

"میں نے (سورۃ ق کسی اور سے نہیں براہ راست) رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سن کر یاد کی،

1 الأعراف: 178
Surah Al-A'raf 7:178

2 مسلم، الجامع الصحيح لمسلم، كتاب الجمعة، باب تحفيف الصلاة والخطبة، رقم الحديث: 2015.
Muslim, Al-Jami'a al-Sahih-ul-Muslim, Kitab-ul-Jama'ah, Baab Tahfif-al-Salaat and Khutbah, Rakam-ul-Hadith:2015

آپ ہر جمعہ میں اسے پڑھ کر خطاب فرماتے تھے۔"

قرآن مجید اپنی کمالِ تفہیم اور جامعیت میں واحد ہے بالکل اسی طرح رسول کریم ﷺ کمال انسانیت اور نبوت و اصلاح نیز اسالیب خطابت میں بھی بے مثال ہیں ان کی فنِ خطابت کے صفات و خصائص میں کوئی ان کا شریک نہیں ہے آپ ﷺ کی ذات اقدس پر قرآن کریم کا بے انتہا اثر تھا اسی لیے آپ دوسروں کو بھی اسی کلام الٰہی سے شدید لگاؤ رکھنے پر ابھارتے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[1]

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔"

حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت لینے کے سلسلہ میں شہر عراق میں جو خطبہ دیا۔ یہ قرآن مجید کی سورۃ قصص کی ابتدائی آیات پر مشتمل تھا ذیل میں خطبہ بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔

﴿طسم تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَإِ مُوسَى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ﴾[2]

---

1 الحجرات: 13

Surah Al-Hujurat 49:13

2 القصص: 1 - 6

Surah Al Qasas 28:1-6

"اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ طسم یہ اللہ کی واضح کتاب کی نشانیاں ہیں اے نبی ہم تم پر موسیٰ اور فرعون کا واقعہ حق کے ساتھ تلاوت کر رہے ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں بے شک فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اہل زمین کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا کہ اس کے ایک گروہ کو کمزور کرتا تھا وہ اس قوم کے لڑکوں کو قتل کرتا اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتا۔ بے شک وہ مفسدین میں سے تھا (اور آپ نے اپنے ہاتھ سے دائیں جانب اشارہ کیا) اور ہم نے چاہا کہ کمزور سمجھے جانے والے لوگوں پر احسان کریں اور انہیں امام اور وارث بنائیں (اور آپ نے اپنے ہاتھ سے حجاز کی طرف اشارہ کیا) اور انہیں زمین میں استحکام دیں اور فرعون، ھامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھائیں جس کا وہ ڈر رکھتے تھے (اور آپ نے اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا)۔"

خطبات میں نبی کریم ﷺ کے قرآنی آیات سے استدلال کے بعد قرآن کریم سے اقتباس دینے کا اسلوب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عربوں کے ہاں بھی بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ قرآن مجید وہ کتاب ہے جس کو اس کے نازل فرمانے والے نے ﴿تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾[1] "ہر چیز کا بیان (مفصل)۔" قرار دیا ہے جو بھی خطبہ قرآن کریم سے استدلال اور رسول کریم ﷺ پر درود و سلام، حمد و ثناء کے اسلوب سے خالی ہوتا اسے ایک بد صورت خطبہ تصور کیا جاتا اس کے لیے "شوھاء" کا لفظ استعمال کیا جاتا اور یہ ایک عیب تھا جو خطبہ کے فنی محاسن کے متضاد تھا۔ آپ ﷺ خطبہ میں اس طرح قرآن سے استدلال پیش فرماتے تھے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾[2]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرتے دم تک ایمان پر جمے رہو کہ موت اسلام کی حالت میں ہی آئے۔"

آپ ﷺ کی خطابت کا بہترین وصف قرآنی آیات سے استدلال ہے آپ ﷺ آیاتِ قرآنی کو دوران خطبہ اس طرح سے استعمال فرماتے کہ آیات خطبہ کا حصہ معلوم ہوتیں آپ ﷺ جو دعوتی پیغام دوسروں تک پہنچانا چاہتے

1 النحل: 89
Surah Al-Nahl 16:89

2 آل عمران: 102
Surah Al-Imran 3:102

زوربیان کی خوبی کے ساتھ مزید خوبصورت ہو کر واضح ہو جاتا۔

عموماً امابعد کا استعمال

خطباتِ نبویہ ﷺ کے مناہج واسالیب میں سے ایک اہم اسلوب یہ ہے کہ خطبہ کے آغاز میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد اصل موضوع خطبہ کا آغاز کرنے سے پہلے امابعد استعمال فرماتے تھے آپ ﷺ کے مکاتیب میں بھی امابعد کا استعمال کرنا ثابت ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ کے خطبہ کے الفاظ یہ ہیں:

((أَمَّا بَعْدُ, فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ, وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ (1) مُحَمَّدٍ, وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))[1]

"حمد صلوۃ کے بعد واضح رہے کہ تمام باتوں میں ہر بات کتاب خدا قرآن مجید ہے اور تمام طریقوں اور راہوں میں بہتر طریقہ اور راہ محمد رسول ﷺ کی ہے اور تمام کاموں میں بدترین کام نئے کام ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَالٍ أَوْ سَبْيٍ فَقَسَمَهُ فَأَعْطَى رِجَالًا وَتَرَكَ رِجَالًا فَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ تَرَكَ عَتَبُوا فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ أَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي وَلَكِنْ أُعْطِي أَقْوَامًا لِمَا أَرَى فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ أَقْوَامًا))[2]

"رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال یا کوئی اور چیز لائی گئی جسے آپ نے تقسیم فرمادیا لیکن آپ نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہ دیا۔ پھر آپ کو اطلاع ملی کہ جن کو آپ نے نہیں دیا وہ ناخوش ہیں۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: "امابعد! اللہ کی قسم! میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا لیکن جسے چھوڑ دیتا ہوں وہ میرے نزدیک اس شخص سے زیادہ عزیز ہوتا ہے جسے دیتا ہوں، نیز کچھ

---

1 عسقلاني، أحمد بن علي ابن حجر، بلوغ المرام، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، رقم الحديث: 360.
Asqalani , Ahmed bin Ali Ibn e Hajar, Baloog ul Maraam , Kitab u Salaat, Baab Salaat ul Jumma, Raqam ul Hadees; 360

2 البخاري، أبو عبدالله، محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح، كتاب الجمعة، باب من قال في الخطبة بعد الثناء: "أما بعد"، رقم الحديث: 923.
Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jami'a al-Sahih, Kitab al-Jama'ah, Baab Man Qala fi al-Khattab, Baad al Shana: Ama baad, Rakmul Hadith:923

لوگوں کو اس لیے دیتاہوں کہ ان میں بے صبری اور بوکھلاہٹ دیکھتاہوں۔"

((أَمَّا بَعْدُ، يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، فَإِنَّكُمْ أَهْلُ هَذَا الْأَمْرِ، مَا لَمْ تَعْصُوا اللَّهَ، فَإِذَا عَصَيْتُمُوهُ بَعَثَ عَلَيْكُمْ مَنْ يَلْحَاكُمْ))[1]

"حمد و صلوۃ کے بعد اے جماعت قریش! اس امر (خلافت و امامت) کے والی تم ہی ہو تاوقتیکہ تم اللہ تعالیٰ کے نافرمان نہ بن جاؤ لیکن جب تم نافرمانی کرنے لگو گے تو وہ تم پر ایسے لوگوں کو برانگیختہ کرے گا۔"

آپ ﷺ کے خطبات کا جب بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ خطبات نبوت میں رسول کریم ﷺ خطبہ کا باقاعدہ آغاز کرنے سے قبل امابعد کا استعمال فرماتے تھے آپ ﷺ کے بہت سارے خطبات میں یہ اسلوب پایا جاتا ہے۔

اشاراتی منہج

آپ ﷺ کے خطبات میں بہت سارے مناہج واسالیب پوشیدہ ہیں جو اس سے پہلے عرب خطباء کے خطبات میں دیکھنے کو نہیں ملتے۔

آپ ﷺ کے خطبات میں اشاراتی منہج پایا جاتا ہے یعنی رسول کریم ﷺ جب خطبہ دیتے تو اپنے ہاتھ بازو، آنکھ، چہرہ مبارک وغیرہ سے اشارہ کرتے جس سے سامعین کو بات سمجھنے میں مزید آسانی ہوتی اور آپ ﷺ کم الفاظ میں بذریعہ اشارہ فہم و فراست، ایک طویل بات دوسروں تک پہنچا دیتے اور سامعین بھی اس پیغام حق کو سمجھ لیتے۔

((أَنَّ النبيَّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ كانَ إذَا صَلَّى فَرَّجَ بيْنَ يَدَيْهِ حتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إبْطَيْهِ.))[2]

"نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے بازوؤں کے درمیان اس قدر کشادگی کر دیتے کہ دونوں

---

1 أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل (بيروت: مؤسسة الرسالة)، رقم الحديث: 4380.
Ahmad bin Hanbal, Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal, Musish-al-Rasalah, Rakmul Hadith:4380

2 البخاري، محمد بن اسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب يبدي ضبعيه ويجافي في السجود، رقم الحديث: 390.
Bukhari, Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari, KItab u Salaat , Raqam ul Hadees: 390

بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تھی۔"

((أَمَّا بَعْدُ، يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، فَإِنَّكُمْ أَهْلُ هَذَا الْأَمْرِ، مَا لَمْ تَعْصُوا اللَّهَ، فَإِذَا عَصَيْتُمُوهُ بَعَثَ عَلَيْكُمْ مَنْ يَلْحَاكُمْ))[1]

"حمد و صلوۃ کے بعد اے جماعت قریش! اس امر (خلافت و امامت) کے والی تم ہی ہو تا وقتیکہ تم اللہ تعالیٰ کے نافرمان نہ بن جاؤ لیکن جب تم اس کی نافرمانی کرنے لگو گے تو وہ تم پر ایسے لوگوں کو برانگیختہ کرے گا جو تمہیں اس طرح چھیل ڈالیں گے جیسے لکڑی چھیل ڈالی جاتی ہے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں لکڑی تھی جو چھیل کر آپ ﷺ نے دکھادی اور وہ اندر سے سفید چمکدار نکل آئی۔"

عصاء کو ہاتھ میں لے کر گفتگو کرنے کا بھی ایک انداز ہے اور فطری طور پر اگر ہاتھ میں عصاء ہو تو دوران گفتگو عصاء کو حرکت دینے کا بھی گفتگو کے ساتھ تعلق قائم ہو جاتا ہے اور ہاتھ کی جگہ عصاء ہی ہاتھ کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور جیسے انسان ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے ویسے ہی عصاء سے اشارہ کرتا ہے آپ ﷺ بھی دست مبارک میں عصاء لیتے تھے اور دوران گفتگو یہ عصاء سامعین کی فہم میں دستگیری کرتا تھا۔ آپ دوران خطبہ اپنے عصاء مبارک کو اس طرح سے استعمال فرماتے تھے کہ ہر شخص اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیتا تھا جو آپ ﷺ اپنے خطبات میں ان اسالیب کو استعمال میں لاتے ہوئے سمجھانا چاہتے تھے۔

آپ ﷺ جب خطبہ دیتے تو اس وقت مختلف کیفیات و جذبات آپ ﷺ پر طاری ہوئے۔

ناصحانہ منہج

خطبات نبویہ ﷺ کا ایک اہم اور ممتاز منہج "ناصحانہ اسلوب" ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی لوگوں کو احکام الٰہی کی تبلیغ کرنا اور نصیحت تھی۔

"وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا"[2]

"بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

---

1 احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث: 4380.
Ahmad bin Hanbal, Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal, Rakmul Hadith:4380

2 ابن ماجة، سنن ابن ماجة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، رقم الحديث: 229.
Ibn Majah, Sunan Ibn Majah, Baab Mutsal al Ulmah al-Hath al-Talab al-Ilm, Rakmul Hadith:2491

نیز فرمایا:

"بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ"[1]

"نبی ﷺ نبوت کے ساتھ اور بھی بہت سی ذمہ داریاں دے کر مبعوث کیے گئے تھے۔"

آپ ﷺ کا اندازِ خطابت مشفقانہ، سادہ، حکیمانہ اور دعوت وتربیت پر مشتمل ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کا طریقہ وعظ یہ تھا کہ جب کسی کو کچھ سمجھانا ہوتا یا کسی میں کوئی برائی و عیب دیکھتے تو لوگوں میں اس کا باقاعدہ نام لے کر تنبیہ یا اصلاح نہیں فرماتے اور نہ ہی براہ راست اس شخص کو کہتے بلکہ وعظ ونصیحت کے لیے خطبہ دیتے اور محفل میں جتنے لوگ موجود ہوتے سب کو اس طرح سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔

"مَا بَالُ الْعَامِلِ"[2]

"ما بالُ الناسِ"[3]

"ما بالُ أقوامٍ"[4]

یعنی لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ اس طرح سے کیوں کر رہے ہیں؟ اس سے برائی کرنے والے کو بھی پتہ چل جاتا کہ مجھے وعظ کیا گیا ہے۔ اس کی عزت نفس پر حرف بھی نہیں آتا اور جس معاملہ میں اس کو سمجھایا گیا ہوتا وہ اس گناہ سے باز بھی آجاتا۔

صرف خطبات نبویہ ﷺ میں ہی وعظ ونصیحت کا اسلوب نہیں پایا جاتا بلکہ قرآن مجید میں جگہ جگہ وعظ ونصیحت کا

---

1 الهندي، علاء الدين بن حسام الدين، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال (بيروت: مؤسسة الرسالة، 1401 ھ)، رقم الحديث: 5217.
Al-Hindi, Ulama al-Din bin Husam al-Din, Kanz al-Amal fi Sunan al-Affal Waqwal, Mossat al-Rasalat, Beirut, 1401, Rakmul Hadith:5217

2 أبو داود، سنن أبي داود، كتاب الخراج، باب في هدايا العمال، رقم الحديث: 2946.
Abu Dawood, Sunan Abi Dawood, Kitab al-Kharaj, Baab Fai Hidaya al-Umal, Rakmul Hadith:2946

3 النسائي، أحمد بن شعيب، سنن النسائي، كتاب البيوع، باب المكاتب، رقم الحديث: 4659.
Al-Nasa'i, Ahmad bin Shu'ayb, Sunan al-Nasa'i, Kitab al-Bay'u, Bab al-Makatib, Kitab al-Sunnah:4659

4 البخاري، أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، رقم الحديث: 729.
Al-Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad bin Ismail, Al-Jama'i al-Sahih, Kitab al-Iman, Baab Rifa al-Basrali al-Samaa fi Salat, Rakmul Hadith:729

حکم دیا گیا ہے اور وعظ کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ناصحانہ خطبات میں یہ اسلوب دراصل قرآن کریم ہی سے اخذ کیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ہر وعظ اتنا موثر ہوتا کہ سامعین کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ کی تقریر خشک نہ ہوتی بلکہ اپنے اندر کشش و دلچسپی کا پورا سامان رکھتی جو آپ ﷺ کی خطابت سنتا مزید سننے کی اسے تمنا رہتی۔ سامعین پر بے خودی اور وارفتگی کا عالم طاری ہوتا اور وہ یہ سمجھتے کہ جیسے یہ آپ کا آخری خطبہ ہے۔[1]

((ارْحَمُوا تُرْحَمُوا، وَاغْفِرُوا يَغْفِرِ اللَّهُ لَكُمْ، و وَيْلٌ لِأَقْمَاعِ الْقَوْلِ، وَيْلٌ لِلْمُصِرِّينَ الَّذِينَ يُصِرُّونَ عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ))[2]

"لوگو! تم اوروں پر رحم کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بھی بخش دے گا سنو، بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والوں کے لیے بڑی بڑی خرابی ہے۔ سنو ان پر ویل اور حسرت و افسوس ہے جو باوجود علم کے گناہوں کی عادت ڈال لیتے ہیں برائیوں کو برابر کرتے رہتے ہیں۔"

اس خطبہ میں آپ ﷺ نے بڑے احسن انداز سے ناصحانہ اسلوب کو اپناتے ہوئے لوگوں کو رحم کرنے اور معاف کرنے کا وعظ فرمایا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے خطبات واسالیب دعوت و تبلیغ کے اصولوں کے عین مطابق ہوتے تھے آپ ﷺ نے لوگوں کو واعظ و نصیحت کرنے کے لیے عمدہ اسلوب اختیار فرمایا تھا۔ آپ ﷺ کے ناصحانہ خطبات میں یہ باتیں ہمیشہ پیش نظر ہوتی تھیں کہ مخاطب کی اصلاح ہو۔ انداز تبلیغ میں ایک خاص دل سوزی پائی جاتی تھی دوران خطبہ مخاطب کی عزت و وقار ملحوظ خاطر ہوتا اور آپ ﷺ دل سے اس کے لیے دعا گو ہوتے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس قرآن کریم کے احکامات و تعلیمات کا عملی نمونہ تھی اور آپ ﷺ قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

1 غلام عابد خان، عہد نبوی کا نظام تعلیم (مکتبہ میری لائبریری، 1986ء)، ص:103
Gulam Abid Khan, Ahday Nabwi ka Nazam-e-Taleem, Maktaba Meeri Library, 1986, pp103

2 أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث: 6541
Ahmad bin Hanbal, Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal, Rakmul Hadith:6541

﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾[1]

"لوگوں کو اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔"

قرآن کے اس ارشادِ مبارک کو آپ ﷺ اپنے خطبات میں ملحوظ رکھتے تھے۔

خطبات نبویہ وعظ و نصیحت سے بھرے ہوئے ہیں آپ ﷺ بحیثیت رسول، معلم، خطیب ہر لحاظ سے بنی نوع انسان کے لیے تا قیامت ایک ایسی مثل ومبارک ہستی ہیں جن کی تعلیمات کو کبھی دوام نہیں۔ آپ زندگی کے تمام معاملات میں لوگوں کی اصلاح فرماتے اور ان کو وعظ و نصیحت فرماتے۔

"خَطَبَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ: «حَتَّى مَتَى تُرْعَوْنَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ، هَتِّكُوهُ حَتَّى يَحْذَرَهُ النَّاسُ»."[2]

"حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطبہ سنایا جس میں فرمایا: تم بدکار، فاجر و فاسق کی برائیاں بیان کرنے سے کب تک بچتے رہو گے؟ اس کی برائیاں دنیا کے سامنے رکھ دو تا کہ لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں اور اس کی برائی سے بچیں۔"

آپ ﷺ کو بحیثیت رسول خطابت پر پوری اور کمال دسترس حاصل تھی، اس لیے آپ ﷺ اپنے خطبات میں بات کو سمجھانے کے لیے بیک وقت ایک سے زیادہ اسلوب اختیار فرماتے تھے تا کہ پیغام پوری طرح سے سامعین تک پہنچ جائے۔

کسی بھی خطبہ کی بہترین خوبی یہ ہوتی ہے کہ موضوع خطبہ اور اسلوب میں ہم آہنگی پائی جائے۔ تمام خطباتِ نبویہ کے اسالیب میں یہ ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کے جو جمعہ کے خطبات ہوتے تھے ان میں اکثر وعظ فرمایا کرتے تھے۔

---

1 النحل: 125

Surah Al-Nahl 16:125

2 الهيثمي، نور الدين علي بن أبي بكر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب العلم، باب في الكلام في الزراعة، رقم الحديث: 662.

Al-Haythami, Noor al-Din Ali bin Abi Bakr, Al-Mounban al-Fawaid, Majma' al-Zawa'id, Kitab al-Ilam, Baab fi al-kalam fi al-Zarawat, Rakmul Hadith:662

خطبات بذریعہ امثال

رسول کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس احکامات قرآنی کی عملی تشریح و تعبیر ہے اور آپ کے خطبات کے اسالیب واضح، عام فہم اور ابہام سے مبرا ہوتے تھے اس کے باوجود آپ ﷺ خطبہ دیتے ہوئے امثال کا استعمال فرماتے تاکہ سامعین بہتر انداز میں سمجھ سکیں۔

تعلیمات واحکامات ربانی کو سمجھانے کے لیے جس طرح قرآن مجید میں مختلف امثال مذکور ہیں جو کسی بات کو سمجھانے کے لیے بطور تمثیل پیش کی گئی ہیں۔ اسی طرح سے آپ ﷺ نے خطبات میں سمجھانے کے لیے امثالی طریقہ کار کو اختیار فرمایا۔

"أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الدَّجَّالَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ، أَلَا وَإِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ"[1]

”اللہ کے رسول ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ کانا نہیں ہے یاد رکھو اچھی طرح سن لو کہ دجال داہنی آنکھ سے کانا ہے جیسے ابھرا ہوا انگور کا دانہ۔“

آپ ﷺ نے اس خطبہ مبارک میں بذریعہ مثال دجال کے بارے میں لوگوں کو آگاہ فرمایا کہ اس کی آنکھ جو کانی ہوگی تو اس کی صورت کیسی ہوگی تو اسکی آنکھ کو ابھرے ہوئے انگور سے تشبیہ دی اور دجال کے فتنے کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے۔

ایک دوسرے خطبہ کے بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ جب خطبہ دیتے تو بذریعہ مثال اس کی وضاحت بھی فرماتے:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَدَارَسُ الْقُرْآنَ، قَالَ: " تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَاقْتَنُوهُ - قَالَ قَبَاثٌ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ - وَتَغَنَّوْا بِهِ، فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْمَخَاضِ فِي عُقُلِهَا "[2]

---

1 مسلم، الجامع الصحيح لمسلم، كتاب الفتن و أشراط الساعة، باب ذكر الدجال، رقم الحديث: 7361.
Muslim, Al-Jami' al-Sahih for Muslim, Kitab ul Fitn w ashraat e sa'ati, Baab o zikre dajjal , Raqmul Hadees: 7361

2 أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث : 17394
Ahmad bin Hanbal, Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal, Rakmul Hadith:17394

”صحابہ کرام قرآن کریم پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا صحابیو! قرآن سیکھو اور اسے مضبوطی سے یاد رکھو اور خوش آوازی سے پڑھتے رہو اگر ذراسی بھی بے پرواہی کی تو وہ سینوں اور حافظہ سے نکل جائے گا جیسے اونٹ کا زانوں بند کھول دیا جائے تو وہ بھاگ جاتا ہے بلکہ یہ بھاگنے میں اس سے بھی زیادہ ہے۔“

ایک اور خطبہ بطور مثال پیش کیا جاتا ہے جس میں رسول کریم ﷺ نے خطبہ میں مثال سے سمجھانے کا اسلوب اختیار فرمایا۔

"ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلَى ضِلَعٍ، ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ، لَا تَدَعُ أَحَدًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً، فَإِذَا قِيلَ: انْقَضَتْ، تَمَادَتْ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا، وَيُمْسِي كَافِرًا، حَتَّى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ، فُسْطَاطِ إِيمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ [ص:95]، وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ، فَإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ، مِنْ يَوْمِهِ، أَوْ مِنْ غَدِهِ"[1]

”اس کے بعد لوگ ایک شخص پر صلح کریں گے (لیکن وہ بے سر پیر کے ہوگی) جیسے پسلی پر ران ہو۔ اس کے بعد ایک زبردست اندھا دھند فتنہ برپا ہوگا جس کے تھپیڑے اس امت کے ہر فرد کو لگیں گے۔ لوگ سمجھیں گے کہ بس اب یہ فتنہ دب گیا لیکن وہ ابھر جائے گا۔ اس فتنہ میں لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ صبح کو مومن ہے تو شام کو کافر ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں کی دو جماعتیں ہو جائیں گی ایک طرف خالص مومن جن میں نفاق کا نام نہ ہوگا دوسری طرف خالص نفاق جہاں ایمان کا نام ونشان ہوگا جب یہ ہو جائے پھر تو دجال کے آنے کا انتظار کرو وہ آج یا کل آجائے گا۔“

مذکورہ بالا خطبہ آپ ﷺ نے جمعہ کے دن دیا تھا جس میں فتنوں کے بارے میں بذریعہ مثال عوام الناس کو خبردار کیا ہے کہ اصل میں دنیا میں فتنے کون کون سے ہیں کس طرح سے رونما ہوں گے ان کی حقیقت کیا ہے۔

استفہامیہ خطبات

استفہامی اسلوب خطبات نبویہ کا ایک منفرد اسلوب ہے آپ ﷺ دوران خطبہ سامعین کو سمجھانے اور

1 ابو داود، سنن أبي داود، كتاب الفتن والملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها، رقم الحديث: 4244.
Abu Dawood, Sunan Abi Dawood, Kitab al-Fattan wal-Malaham, Baab Zikr al-Fattan wa Dlailaha, Rakmul Hadith:4244

ابلاغ و تفہیم کی خاطر سوال و جواب کا اسلوب اختیار فرماتے تھے۔ خطبات نبویہ ﷺ کے تمام اسالیب و مناہج ایک سے بڑھ کر ایک ہیں اور اپنی جگہ خاص اہمیت و مقام رکھتے ہیں۔ خطبات نبویہ ﷺ میں موجود بلند پایہ دعوتی و تربیتی مضامین کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے آپ ﷺ نے استفہامی اسلوب کو اختیار فرمایا۔

ذیل میں خطبات بطور امثال پیش کئے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا اور ان سب کو مخاطب فرماتے ہوئے استفہامی اسلوب کے تحت خطبہ ارشاد فرمایا۔

خطابت نبوی ﷺ نے پورے عرب کو متاثر کر رکھا تھا اسی لیے آپ ﷺ کے اسلوب خطابت کے بہت سے پہلو بھی ہیں۔ آپ ﷺ کے تمام اسالیب خطابت نئے مناہج، نیا طرز بیان، طریقہ اور ایک با مقصد آہنگ لیے ہوئے تھے اور آپ کے استفہامی اسلوب میں یہ تمام صفات پائی جاتی ہیں۔ ذیل میں کچھ خطبات بطور مثال پیش کیے جاتے ہیں:

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو جمع کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا:

((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ، فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ، وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً))[1]

"بعض لوگوں کی یہ کیا روش ہے؟ کسی کام کو میں خود کرتا ہوں جبکہ وہ اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ سن لو قسم بخدا میں سب سے زیادہ اللہ کی باتوں کا عالم ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔"

بمقام جحفہ رسول کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

" أَلَسْتُ أَوْلَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ؟ " قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ"[2]

"پہلے تو ہم سے دریافت فرمایا کہ کیا میں تمہاری جانوں سے بھی زیادہ تم سے اولیٰ نہیں ہوں؟ ہم

---

1 البخاري، أبو عبدالله، محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح، كتاب الأدب، باب من لم يواجه الناس بالعتاب، رقم الحديث : 6101

Al-Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad bin Ismail, Al-Jami'a al-Sahih, Kitab al-Adab, Baab Man lum Yujah Naas al-Atab, Rakmul Hadith:6101

2 الهيثمي، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، كتاب الخلافة، باب الخلافة في قريش والناس منبع لهم، رقم الحديث: 8993.

Al-Haythami, Majma' al-Zawa'id, Munbah-al-Fawaid , Kitab al-Khilafah, Baab Al-Khilafah fi Quraysh wal naas munbah laham, Rakmul Hadith: 8993

سب نے جواب دیا کیوں نہیں بے شک ہیں۔"

اس خطبہ میں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے اولیٰ ہونے کے حوالے سے فرمایا گیا ہے کہ میں تم سب پر اپنی ذات کا زیادہ حق رکھتا ہوں سب نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کا ہم سب پر زیادہ حق ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُشَرِّفُونَ الْمُتْرَفِينَ، وَيَسْتَخِفُّونَ بِالْعَابِدِينَ، وَيَعْمَلُونَ بِالْقُرْآنِ مَا وَافَقَ أَهْوَاءَهُمْ، وَمَا خَالَفَ أَهْوَاءَهُمْ تَرَكُوهُ"[1]

"لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہ امیروں اور دولت مندوں پر ان کی للچائی ہوئی اور خوشامدانہ نگاہیں اٹھتی رہتی ہیں اور عابدوں، زانیوں، غریب نیکوکار مسلمانوں کو وہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں قرآن پر عمل تو کرتے ہیں لیکن وہیں تک جہاں ان کی اپنی چاہت اور خواہش کے خلاف نہ ہو۔"

عمومی خطاب کا اسلوب

آپ ﷺ کا اسلوب خطابت سادہ اور پر اثر ہوتا آپ ﷺ سادگی سے بھرپور فصاحت و بلاغت اور فطری انداز میں خطابت فرماتے۔ آپ ﷺ نے اپنے خطبات میں مختلف اسالیب کا استعمال فرمایا جن میں سے ایک طریقہ کار یہ بھی تھا کہ دوسروں کو اپنے خطبہ کے دوران مخاطب فرماتے اور پھر وعظ کرتے۔ مختلف الفاظ مثلاً أیها الذین، أیها الناس، یانساء، یا معشر الأنصار یا بنی عبدالمطلب، یا معشر قریش، أللهم یا أهل المدینه وغیرہ سے خطاب فرمایا۔

ذیل میں چند خطبات بطور مثال ذکر کیے جاتے ہیں جن سے یہ اسلوب اور واضح ہو کر سامنے آئے گا کہ آپ ﷺ نے کن موقع کس کو کن الفاظ سے مخاطب فرماتے ہوئے خطبات ارشاد فرمائے۔ آپ ﷺ نے ان خطبات میں یا ایھاالناس کہہ کر خطاب فرمایا:

"أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ مُنَفِّرُونَ، فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ المَرِيضَ، وَالضَّعِيفَ، وَذَا الحَاجَةِ"[2]

---

1 الهيثمي، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الزيد، باب ما جاء في المواعظ، رقم الحديث: 17703.
Al-Haythami, Majma al-Zawa'id wa Munbah-al-Fawaid, Kitab al-Zayd, Baab Maja' fi al-Ma'awiz

2 البخاري، الجامع الصحيح، كتاب العلم، باب الغضب في الموعظة، رقم الحديث: 90.
Al-Bukhari, Al-Jami'a al-Sahih, Kitab al-Ilam, Baab al ghazab fi Al-Mu'azah, Rakmul Hadith:90

”اے لوگو! تم میں بعض لوگ نفرت دلانے والے ہیں سنو تم میں جو بھی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھائے اس لیے کہ اس کے پیچھے بوڑھے بڑے ہوتے ہیں کام کاج، ضعیف و کمزور اور بیمار ہوتے ہیں۔“

آپ ﷺ کے خطبہ دینے کا ایک اسلوب یہ بھی تھا کہ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو مختلف قبائل کو متوجہ کرنے کے لیے مخاطب کرتے۔ آپ ﷺ نے یا معشر الانصار کہہ کر خطبہ دیا:

"يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، تَهَادَوْا، فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تَسُلُّ السَّخِيمَةَ، وَتُورِثُ الْمَوَدَّةَ، فَوَاللَّهِ لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ، وَلَوْ دُعِيتُ إِلَى ذِرَاعٍ لَأَجَبْتُ»[1]

”اے جماعت انصار! ہدیہ تحفہ دیا کرو اس سے سینے کے کینے دھل جاتے ہیں اور آپس میں محبت و مودت پیدا ہوتی ہے۔ سنو! اگر مجھے ایک کھر بھی کوئی ہدیے میں دے تو میں اسے بھی قبول کرلوں اور اگر ایک شانے کی بھی میری مہمانی کی جائے تو میں اس دعوت کو بھی قبول کرلوں۔“

آپ ﷺ نے اپنے خطبات میں ”يا أهل المدينة“ کہہ کر بھی خطاب فرمایا ہے۔

نبوت کے آغاز میں آپ ﷺ کو دین کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے بے شمار مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ ﷺ پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جاتے حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کا حکم آپ ﷺ تک پہنچاتے کہ لوگوں کو ایک خدا کی عبادت کی دعوت دیں بت پرستی سے منع کریں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکامات و تعلیمات پر عمل کریں آپ ﷺ نے سب کو اس مقصد کی تکمیل کے لیے جمع فرمایا۔ اور اس موقع پر یا بنی عبد المطلب کہہ کر خطبہ ارشاد فرمایا:

”اے اولاد بنی عبد المطلب قسم بخدا! کوئی نوجوان اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر چیز نہیں لایا جو میں تمہارے پاس لایا ہوں۔ سنو میں تمہارے پاس دین و دنیا کی بھلائی لے کر آیا ہوں۔“

خطبات نبویہ ﷺ کے یہ تمام اسلوب جس میں آپ ﷺ نے وقت اور حالات کے مطابق یا ایھا الذین، یا ایھا الناس، یا اھل المدینۃ، یا نساء، یا بنی عبد المطلب یا معشر الانصار مختلف قبائل اور وفود سے مخاطب ہوئے دین حق کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اسی تربیتی اسلوب کو اختیار فرماتے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے

1 الهيثمي، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، رقم الحديث: 6715.
Al-Haythami, Majma al-Zawa'id wa Munbah-al-Fawaid, Rakmul Hadith:6715

چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو باکمال خطابت و بلاغت کے اسلوب سے نواز رکھا تھا اور اس کے اظہار کا بہترین ذریعہ آپ ﷺ کا اولین اسلوب خطابت ہی ہے۔ جس میں آپ ﷺ اپنے سامعین کو دیکھتے ہوئے مخاطب کرتے اور خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

جذباتی طرز استدلال

آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے جذباتی اندازِ خطابت اختیار فرماتے سامعین، موقع و محل اور موضوع خطبہ کے مطابق آپ ﷺ کی آواز بلند ہو جاتی۔ جوش خطابت کے دوران آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں آواز بلند اور گرج دار ہوتی کبھی مٹھی بند کر لیتے اور کبھی کھول دیا کرتے تھے۔ دوران خطبہ جوش بیان کا یہ حال ہوتا تھا کہ حاضرین کی طرف ہاتھ کا اشارہ فرمایا کرتے تھے کبھی کبھی ایسا موقع پیش آیا کہ ہاتھوں کو حرکت دینے سے پٹھوں کے چٹخنے کی آواز آنے لگتی ایسے جوش میں جسم مبارک دائیں بائیں جھومنے لگتا زیادہ جذباتی اور جوش کی حالت میں منبر ہل جاتا تھا یہاں تک کہ لوگوں کو اسکے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو جاتا تھا۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے خطبہ دیتے ہوئے کیفیت کو روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

«يَأْخُذُ الْجَبَّارُ سَمَاوَاتِهِ وَأَرْضَهُ بِيَدِهِ، وَقَبَضَ بِيَدِهِ فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُهَا»، ثُمَّ يَقُولُ: «أَنَا الْجَبَّارُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟»، قَالَ: " وَيَتَمَيَّلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ، حَتَّى إِنِّي أَقُولُ: أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[2]

”جبار زمین و آسمان کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا اور آپ ﷺ کبھی اپنا ہاتھ کھولتے اور کبھی مٹھی بند کر لیتے، پھر اللہ تعالیٰ کہے گا، میں جبار ہوں، فقط میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں جابر لوگ؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے، آپ ﷺ کبھی دائیں جانب مائل ہوتے اور کبھی بائیں جانب حتیٰ کہ میں نیچے سے ہلتے ہوئے منبر کو دیکھ کر یہ سوچ رہا تھا کہ کہیں منبر حضور ﷺ کو ساتھ لے کر نیچے ہی نہ آ رہے۔“

---

1 طوری، مولانا محمد ادریس، خطباتِ نبوی ﷺ، ص:12
Turi, Maulana Muhammad Idris, khutbat-e-Nabwi, pp12Surah Ta'Ha 20:25-28

2 ابن ماجة، سنن ابن ماجة، كتاب السنة، باب فيما أنكرت الجهمية، رقم الحديث: 198.
Ibn Majah, Sunan Ibn Majah, Kitab al-Sunnah, Baab Fima Ankrit al-Jahmiyyah, Rakmul Hadith:198

خطباتِ نبویہ ﷺ کے تمام مناہج واسالیب میں ایک خاص ربط، عمدگی اور اظہارِ بیان کی قوت پائی جاتی ہے۔ رسول کریم ﷺ کے خطبات کی عبارات واضح، عام فہم اور ہر طرح کے شکوک وابہام والتباس سے مبرا ہیں اور یہ ایک بہترین خطیب کی بہترین صفت متصور کی جاتی ہے۔ جذباتی طرزِ استدلال اور ناصحانہ اندازِ بیان کا اسلوب آپ ﷺ کے خطبات کی ایک خوبی ہے۔ آپ ﷺ کے خطبات میں تخیل کی بجائے واقعیت اور ابہام کی بجائے قطعیت کا منہج پایا جاتا ہے۔ جو خطبات نبویہ ﷺ کی قدر وقیمت میں اضافہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ کے تمام خطبات کے موضوعات چاہے وہ کسی حوالے سے دیئے گئے ہوں خطبات اور اسلوب میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کے خطبات میں تخلیقی اسلوب کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہے جو خطبات نبویہ کی قدر ومنزلت میں مزید اضافے کا باعث بنتا ہے۔ آپ ﷺ اپنے خطبات کے اسلوب میں لفاظی، خطابت اور شاعرانہ رنگین بیانی سے بہت اجتناب برتتے اور اسے ناپسند فرماتے۔ بحیثیت خطیب رسول کریم ﷺ کے خطبات کے اسلوب میں شگفتگی وخوبصورتی پائی جاتی ہے۔ آپ ﷺ اپنے خطبات میں الفاظ کا عمدگی سے چناؤ فرماتے جس سے اس کے اسلوب اور بیان کئے جانے والے معانی کے حسن وجمال میں اضافہ ہو جاتا اور یہ معنی ایسی ندرت کو سامنے لے کر آتا جو اس سے پہلے خطباء کے مناہج کا کبھی بھی حصہ نہیں رہا۔ آپ ﷺ کو فن خطابت کے اسالیب پر مکمل دسترس حاصل تھی اس لیے آپ جب مختصر خطبات دیتے تو جملوں کو مختصر رکھتے اور ایک متنوع اسلوب اختیار فرماتے اس لیے کہ آپ جانتے تھے کہ اگر خطبات میں جملوں کو ایک دوسرے کے مشابہ اور ایک ہی طرز میں مکرر انداز میں سامعین کے سامنے پیش کیا جائے تو خطبات میں موجود کلام کی تاثیر ختم ہو جائے گی اور جو وعظ و تلقین آپ ﷺ فرما رہے ہیں اس کا بظاہر حسن ماند پڑ جائے گا۔ اسی لیے خطباتِ نبویہ ﷺ کے اسلوب میں تنوع پایا جاتا ہے موضوعِ خطبہ، اسلوب خطبہ اور الفاظ ومعنی میں ایک خاص مناسبت پائی جاتی ہے۔ آپ ﷺ اپنے خطبات میں قرآن سے استدلال فرماتے اور دلائل وبراہین کے ساتھ اعمال کی ترغیب سادہ الفاظ کے ذریعہ خطابی انداز میں پیش کرتے۔ خطبات نبویہ ﷺ کے مضامین کی وسعت کا احاطہ کرنا اور اس کے اندازِ بیان کی گہرائی تک پہنچتے ہوئے خطبات کے مناہج واسالیب کو سامنے لانا اہم کام ہے۔ خطبات نبویہ ندرت ادا، حسن تعبیر اور زور بیان کا مکمل مجموعہ ہیں۔ خطباتِ نبویہ ﷺ کے مناہج واسالیب کی ایک اہم خوبی استدلال کے لیے اس کی موزونیت ہے جس سے رسول کریم ﷺ کے خطبات کے اسلوب میں اختصار کا پہلو نکلتا ہے۔ آپ کم الفاظ میں

گہری اور اہم پیغام لوگوں تک پہنچا دیتے تھے یہ خطبات کے اسلوب کی خوبی ہے کہ جب الفاظ کم ہوں تو مفہوم تمام حجابات سے مجرد ہو کر لوگوں کی سہولت کے لیے سامنے آجاتا ہے۔ اس سے خطبات کے دعوتی و تربیتی مضامین کی اہمیت اور تاثیر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خطبات نبویہ ﷺ کا اسلوب بیان انسانی عقل و فکر اور ذوق سلیم کے عین مطابق ہے۔ رسول کریم ﷺ کے خطبات کا اسلوب فصاحت و بلاغت اور سلاست کے اعتبار سے بے مثال اور پر اثر ہے آپ ﷺ نے خطبات میں ایسے اسالیب کو اپنایا جس کے ذریعے بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت اور وعظ و تبلیغ لوگوں کے دل و دماغ میں انقلاب برپا کر دے۔